ماہ شعبان کے فضائل واحکام

حضرت مولانا مفتی عبدالکریم گمتھلویؒ

یہ ماہ مبارک مقدمہ ہے رمضان شریف کا، جیسا کہ ماہ شوال تتمہ ہے رمضان کا۔قرآن شریف میں حق تعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا ہے:

﴿حم والکتٰب المبین ، انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین ، فیھا یفرق کل امر حکیم، امرًا من عندنا انا کنامرسلین﴾

"قسم ہے کتاب واضح کی کہ ہم نے اس (کتاب) کوایک برکت والی رات میں اتارا ہے، بے شک ہم آگاہ کرنے والے ہیں، ایسی رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہمارے حکم سے طے کیا جاتا ہے، بیشک ہم (آپ کو) پیغمبر بنانے والے ہیں۔"

اس آیت میں برکت والی رات سے شعبان کی پندرہویں رات مراد ہے۔(ھکذا فسرہ عکرمہ ،رواہ ابن جریر وغیرہ)پس اس آیت سے اس ماہ کی اور خاص کر پندرہویں رات کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوگئی اور اس ماہ کے متعلق شریعت مقدسہ کے چند احکام ثابت ہوئے ہیں:

(۱)......اس کے چاند کا بہت اہتمام کرنا چاہئے۔

(۲)......پندرہویں شب کو عبادت کرنا اور پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(۳)......نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنا خلاف اولیٰ ہے۔

(۴)......یوم شک میں روزہ رکھنا منع ہے۔

یہ سب احکام احادیث میں صراحۃً موجود ہیں۔مختصر طور پر یہ کچھ درج کئے جاتے ہیں:

(۱)......ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "شمار رکھو شعبان کے چاند کی رمضان کے لئے" (یعنی جب ماہ

شعبان کی تاریخ صحیح ہوگی تو رمضان میں اختلاف کم ہوگا)۔(ترمذی)

(۲)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ کسی ماہ (کے چاند) کا اتنا خیال نہ فرماتے تھے۔(ابوداؤد)

ان دو روایتوں سے قولاً وفعلاً اس ماہ کے چاند کا اہتمام ثابت ہوگیا۔

(۳)......ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "جب آدھے شعبان کی (یعنی پندرہویں) رات ہو تو اس رات کو شب بیداری کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات غروب آفتاب کے وقت ہی سے آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ کیا کوئی مغفرت چاہنے والا ہے کہ میں اس کو بخشش دوں، کیا کوئی روزی مانگنے والا ہے کہ میں اس کو روزی دوں، کیا کوئی مصیبت زدہ ہے (کہ عافیت کی دعا مانگے اور) میں اس کو عافیت دوں، کیا کوئی ایسا ہے؟ کیا کوئی ایسا ہے؟......(رات بھر یہی رحمت کا دریا بہتار رہتا ہے) یہاں تک کہ صبح صادق ہو جائے"۔(ابن ماجہ)

(۴)......حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کی ہے کہ میں نے اس رات (نفل) نماز کے سجدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

"أعوذ بعفوك من عقابك وأعوذ برضاك من سخطك وأعوذبك منك جل وجهك لاأحصي ثناء عليك أنت كما أثنيت على نفسك".(ماثبت بالسنة عن البيهقي و سنن نسائي)

"تیرے غصہ سے تیری رضامندی کی پناہ لیتا ہوں اور تیرے عقاب سے تیرے درگزر کرنے کی پناہ لیتا ہوں اور تجھ سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں، برتر ہے تو، میں تیری تعریف پوری نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف کی ہے۔"

پھر جب صبح ہوئی تو میں نے اس دعا کا آپ سے ذکر کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اے عائشہ! اس کو سیکھ لے اور دوسروں کو بھی سکھا دے کیونکہ یہ دعا جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو سکھائی ہے اور کہا ہے کہ اسے سجدہ میں بار بار پڑھوں۔"

ف:......اسی روایت کے دوسرے طریق میں اور دعا بھی ہے بخوف طوالت نقل نہیں کی گئی جس کو شوق ہو ماثبت بالسنة دیکھ لے۔

حدیث سوم سے اس رات کی اور اس میں عبادت کرنے کی نیز روزہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور حدیث چہارم سے ایک خاص دعا معلوم ہوگئی اور روایت مذکورہ کے علاوہ اور روایات بھی اس شب مبارک کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی پندرہویں رات کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ "اس رات میں وہ سب بنی آدم بھی لکھ لئے جاتے ہیں جو اس سال پیدا ہوں گے اور اسی میں وہ سب بنی آدم بھی لکھ لئے جاتے ہیں جو اس سال میں مریں گے اور اسی رات میں ان کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اسی میں ان کے رزق نازل ہوتے ہیں"۔(بیہقی)

ف:......اعمال اٹھائے جانے سے مراد ان کا پیش ہونا ہے اور رزق نازل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس سال میں جو رزق ملنے والا ہے وہ سب لکھ دیا جاتا ہے اور یہ سب چیزیں پہلے سے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہیں مگر اس رات کو لکھ کر فرشتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

(۶)......ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "اللہ تعالیٰ متوجہ ہوتا ہے شعبان کی پندرہویں رات میں، پس مغفرت فرما دیتا ہے سب مخلوق کی، مگر شرک اور کینہ والے شخص کے لئے (مغفرت نہیں فرماتا)"۔ (ابن ماجہ)

ایک اور روایت میں ہے: "مگر دو شخص، ایک کینہ رکھنے والا اور ایک قتل ناحق کرنے والا"۔ ایک اور روایت میں ہے: قطع رحمی کرنے والا"۔ (ماثبت بالسنة عن سعید بن منصور) اور ایک روایت میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ نظر (رحمت) نہیں کرتا ہے اس رات میں (بھی) مشرک کی طرف اور نہ کینہ والے کی طرف اور نہ قاطع رحم (یعنی رشتہ ناتہ والوں سے بلاوجہ شرعی تعلق توڑنے والے) کی طرف اور نہ پائجامہ (وغیرہ) ٹخنے سے نیچے لٹکانے والے کی طرف اور نہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کی طرف اور نہ ہمیشہ شراب پینے والے کی طرف" (البتہ اگر کوئی توبہ کر چکا ہے تو رحمت خداوندی اس پر بھی متوجہ ہو جاتی ہے) ماثبت بالسنة عن البيهقي.

ان کے علاوہ اور گناہ گاروں پر بھی نظر رحمت نہ ہونا دوسری روایتوں میں آیا ہے، پس سب گناہوں سے توبہ کرنا چاہئے۔ سب روایتوں پر نظر ڈالنے سے احقر کی فہم ناقص میں یہ آتا ہے کہ کبائر بدوں توبہ معاف نہیں ہوتے اور صغائر سب اس رات کی برکت سے حق تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ واللہ اعلم

(۷)......ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ (اس رات میں) کلب قبیلے کی بکریوں کے عدد سے بھی زیادہ (لوگوں) کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ رواه ابن أبي شيبه والترمذي وابن ماجه والبيهقي، قال في جامع الأصول: وزاد رزين ممن استحق النار وليس فيه حديث في الباب إلا هذا وجاء نحوه بطرق متعددة۔ یعنی ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ لوگ اتنی کثیر تعداد میں ایسے ہوتے جو (ارتکاب معاصی کے سبب) عذاب جہنم کے مستحق ہو چکے ہیں۔

ف:......اس رات کا نام شب برأت (یعنی آزادی کی رات) اسی واسطے رکھا گیا ہے کہ اس میں حق تعالیٰ گنہگاروں کو عذاب جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔ (وجاء الحديث في البيهقي بلفظ ولله عتقاء من النار)

(۸)......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "جب شعبان آدھا ہو جائے تو روزہ نہ رکھو"۔ (ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

(۹)......حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ روزہ رکھتے ہوئے کسی ماہ میں نہیں دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ (کل) ماہ شعبان میں روزہ رکھتے تھے، سوائے

تھوڑے دنوں کے۔(متفق علیہ)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شعبان کے نصف اخیر میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے اور اس سے پہلی روایت میں اس کی ممانعت آئی ہے، اس لئے یوں کہا جائے کہ امت کے واسطے تو نصف اخیر کے روزے خلاف اولیٰ ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مستثنیٰ تھے اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جس کو نصف اخیر میں روزے رکھ کر ضعف ہو جائے کہ رمضان کے روزے رکھنا دشوار ہوں اس کے لئے ممانعت ہے اور جس کو ضعف نہ ہو، اس کے واسطے نہیں۔ واللہ اعلم

(۱۰)......ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: ''تم میں سے کوئی شخص رمضان کے ایک یا دو دن پہلے سے روزہ نہ رکھے، مگر یہ کہ وہ شخص کسی (خاص) دن کا روزہ رکھا کرتا ہو'' (اور رمضان کے ایک دن پہلے وہ دن ہو، مثلاً ہر پیر کو روزہ رکھنے کا معمول ہے اور ۲۹ شعبان کو پیر کا دن ہے) تو وہ شخص اس دن بھی (نفل) روزہ رکھ لے۔ (متفق علیہ)

اس سے یوم شک کے روزہ کی ممانعت ثابت ہوگئی اور ایک یا دو دن کا یہ مطلب ہے کہ بعض مرتبہ تو شعبان کا چاند بلا اختلاف نظر آ جاتا ہے ایسے موقع پر صرف ۳۰ شعبان کے متعلق شبہ ہوتا ہے اور بعض مرتبہ شعبان میں بھی اختلاف ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر ۲۹ کو بھی شبہ ہوتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ شبہ کی وجہ سے نہ ۲۹ کو روزہ نہ ۳۰ کو بلکہ جب شریعت کے مطابق ثابت ہو جائے تب رمضان کو شروع سمجھا جائے، البتہ یوم شک میں یہ مستحب ہے کہ ضحوۂ کبریٰ تک خبر کا انتظار کیا جائے۔ اگر کہیں سے معتبر شہادت آ جائے تو روزہ کی نیت کرلے ورنہ کھا پی لے۔

تتمہ عالمگیری میں تصریح ہے کہ شب برأت کو قبرستان میں جانا دوسرے اوقات میں جانے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے اس لئے اس رات کو قبرستان میں جا کر مومنین اور مومنات کے واسطے دعا مانگنی چاہئے۔

اس مبارک رات میں صرف دو تین باتیں ثابت ہیں، عبادت کرنا اور قبرستان میں جا کر دعائے مغفرت کرنا۔ اس کے علاوہ شریعت میں کچھ وارد نہیں ہوا، حتیٰ کہ اس رات کو ایصال ثواب وغیرہ کی بھی کوئی اصل نہیں۔ سیدی مرشدی حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دامت برکاتہم نے ''اصلاح الرسوم'' میں فرمایا ہے:

''شب برأت میں حدیث شریف سے اس قدر ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحکم حق تعالیٰ جنت البقیع میں تشریف لے گئے اور اموات (مردوں) کے لئے استغفار فرمایا اس سے آگے سب ایجاد ہے جس میں مفاسد کثیرہ پیدا ہوگئے ہیں۔''

☆......☆......☆